گوئید مرحبا بہ نہاں خانۂ ازل — داماں و آستیں زدو عالم فشاندہ ایم
مائیم بر منازل خود فائز المرام — از کارواں اگرچہ بسے دور ماندہ ایم
رقصیم صبح و شام بہر وادیٔ جنوں — از دست عقل دامن دل وارہاندہ ایم
یعنی بقول حضرت صائب دریں چمن — "از بال و پر غبارِ تمنا فشاندہ ایم"
"بر شاخِ گل گراں بنود آشیانِ ما"

مکاشفات

از جنابِ طور سیوہاروی۔ بی، اے

رہبر کا طلبگار نہیں شوق ہمارا — کافی ہے ہر اک گام پہ ہمت کا اشارا
بے سوز ہے گر زیست تو ہے مرگ سے بدتر — تو طالبِ درماں نہ ہو، کر درد گوارا
افزوں ہوئی رونے سے مرے رونقِ گلشن — ہر غنچۂ بے رنگ کو شبنم نے نکھارا
یہ لذتِ سرگرمیٔ رفتار تو دیکھو — ہر موجِ رواں کرتی ہے ساحل سے کنارا
کیا تجھ سے کہوں رفعتِ تخئیل کا عالم — کب ہوتا ہے الفاظ کو اظہار کا یارا
افلاک پہ ہے کون مرا محرمِ اسرار — یہ کس نے جہانِ مہ و انجم سے پکارا۔
کیوں ماند ہوئے جاتے ہیں مغرب کے مہ و مہر — کیا اوج پہ آنے کو ہے مشرق کا ستارا
اے نورِ سحر دہر میں پھر جلوہ نما ہو — بھاتا نہیں یہ شام کی ظلمت کا نظارا

ناکامیٔ پیہم کا مجھے غم نہیں اے طورؔ
روشن ہے اسی سے مری ہستی کا شرارا